مولانا وحید الدین خان صاحب انڈیا

قسط ۲

مولانا الیاسؒ اور ان کا تبلیغی مشن

حقیقت یہ ہے کہ مولانا الیاس صاحب امت کو جو کلمہ دینا چاہتے تھے وہی دین کی اصل بنیاد ہے ۔ وہ ں زمین کی عظیم ترین طاقت ہے اس بنا پر اس تحریک کو کلمہ کی تحریک کہا جا سکتا ہے ۔ مگر ایسا کہنے والوں کو یاد یکھنا چاہیئے کہ ہر تحریک جو کبھی دنیا میں اٹھتی ہے وہ ابتداءً کلمہ ہی کی تحریک تھی ۔ خواہ وہ انقلابی تحریک ہو غیر انقلابی تحریک ۔ اور خواہ اس کا کلمہ سیاسی کلمہ ہو یا معاشی کلمہ یا قومی کلمہ ۔ پھر دینی کلمہ کی بنیاد پر گر کوئی تحریک اٹھے تو اس کو محدود یا ناقص کس بنا پر کہا جا سکتا ہے جب کہ دینی کلمہ سارے کلمات کا یا مرجع ہے ۔

مولانا کی دعوت کا دوسرا جز نماز ہے ۔ عام طور پر لوگ نماز کی حقیقت اور اہمیت کو نہیں جانتے س لئے وہ اس کی واقعی عظمت کو نہیں سمجھ سکتے ۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح کلمہ کو ذہنی طور پر بنیادی حیثیت حاصل ہے ۔ اسی طرح نماز کا انسان کی عملی زندگی میں بنیادی مقام ہے ۔ نماز اپنی اصلی اور اندرونی حقیقت کے اعتبار سے خدا کی طرف متوجہ ہونے اور اس سے حسیاتی ربط قائم کرنے کا نام ہے ۔ نماز بندے کو اپنے رب ، سے اس طرح جوڑتی ہے کہ وہ گویا اسے دیکھنے لگتا ہے اور اس سے اس کی سرگوشیاں جاری ہو جاتی ہیں نماز وہ مقام ہے جہاں خدا اپنے بندوں سے ملاقات کرتا ہے جب آدمی نماز کو اس کے سارے ارکان کے ساتھ ٹھیک ٹھیک ادا کرتا ہے اور دل و دماغ کی پوری یکسوئی کے ساتھ اس میں مشغول ہوتا ہے تو وہ ایک اور ہی دنیا میں پہنچ جاتا ہے ۔ اس کی روح ایک ایسے تجربے سے دوچار ہوتی ہے جہاں عبدیت اور معبودیت کی حدیں ملنے لگتی ہیں بندگی ، خدائی کے جلووں میں نہا اٹھتی ہے ۔

یہ تجربہ انسان کی شخصیت کو ایک نئی جلا دیتا ہے اور اس کو ایسی عجیب و غریب نعمتیں عطا کرتا ہے جن کو لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا ۔ قرآن میں نماز کی حقیقت کی مکمل تفصیل ہے ۔ یہاں میں مختصراً چند کا ذکر کئے دیتا ہوں ۔

ان میں سے ایک چیز وہ ہے جس کو قرآن میں "خشوع" کہا گیا ہے خشوع کے معنی ہیں فروتنی ۔ عاجزی

اور جھکاؤ۔ نماز کی شکل میں آدمی جب خدا کے سامنے حاضر ہوتا ہے اور اس کو یاد کرتا ہے تو خدا کی خدائی ا
اپنی بندگی کا احساس اس پر اس طرح طاری ہوتا ہے کہ اس کے اندر ایک قسم کی عاجزی اور فروتنی پید
جاتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو ایک ایسا وجود سمجھنے لگتا ہے جو خدا کے سامنے ہمیشہ جھکا رہے۔ اس کا نتیجہ یہ
ہے کہ اس کے اندر سے کبر نکل جاتا ہے جو اکثر برائیوں کا سرچشمہ ہے۔ کمزور کے اوپر طاقت ور کا ظلم، ماتح
کے افسر کا برا سلوک، قانونی طور پر بہتر پوزیشن والے کا قانونی طور پر کمتر پوزیشن والے کو دبانا۔ صاحب اثر
شخص کا بے اثر اشخاص کو خاطر میں نہ لانا۔ صاحب مال کا بے مال لوگوں سے بے اعتنائی برتنا۔ اکثریت ک
افراد کا اقلیت کے افراد کو لوٹنا۔ بغرض جب بھی کوئی زور ور آدمی بے زور افراد کو تختۂ مشق بناتا ہے ت
ایسی تمام صورتوں میں ہمیشہ کبر ہی اس کی خاص وجہ ہوتی ہے۔ اگر کسی معاشرے کے افراد میں کبر کا خاتمہ
جائے تو بے شمار برائیوں کا خود بخود خاتمہ ہو جائے گا۔

نماز کا دوسرا فائدہ قرآن میں بتایا گیا ہے کہ:۔

"وہ برائیوں اور بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے"

نماز میں آدمی اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ وہ خدا کا بندہ ہے۔ وہ اس بات کا وعدہ کرتا ہے کہ وہ خدا ک
تابعدار بن کر زندگی گذارے گا۔ وہ اس آنے والے دن کو یاد کرتا ہے جب اس کی زندگی کا حساب ہوگا۔
اور عذاب وثواب کی ترازو قائم کی جائے گی۔ یہ سب باتیں اگر سچے دل سے ہوں تو زندگی کو بدل دینے ک
لئے کافی ہے۔

نماز کا ایک اور اہم ترین پہلو وہ ہے جس کو "ذکر" سے تعبیر کیا گیا ہے اس کا مطلب ہے خدا ک
یاد سے دل کا معمور رہنا۔ اس طرح نماز گویا اس بات کے لئے آدمی کو تیار کرتی ہے کہ اس کے دل ودماغ ا
صحیح ترین خیالات سے بھرے رہیں جو حقیقۃً کسی کے ذہن وقلب میں ہونے چاہئیں۔ یہ فکر اور جذبات ک
کی اعلیٰ ترین تربیت ہے۔

یہ نماز کے وہ نتائج ہیں جو نفسیاتی اور سماجی پہلو رکھتے ہیں۔ اور جن کے اثرات معاشی، معاشرتی او
سیاسی زندگی میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ اگرچہ نماز کی اصلی حقیقت تو یہ ہے کہ بندہ خدا کے آگے اپنا سر رکھ
دے اور اس کا دل کہہ رہا ہو:۔

"خدایا میں تیرا ہو گیا تو بھی میرا ہو جا"

مولانا کی دعوت کا تیسرا جزو تفریغ وقت ہے۔ اس کام کے لئے "چلہ" کا لفظ سن کر بعض لوگوں کو
توحش ہوتا ہے۔ حالاں کہ یہ صرف ایک اعتباری مدت ہے تربیت اور دعوت کی اس دوگونہ مہم کے لئے

مقرر کی گئی ہے۔ تفریغ وقت دراصل اس حقیقت کا مظہر ہے کہ آدمی اپنے عقیدے میں اتنا بیتاب ہوچکا ہے کہ اس کے لئے اپنی مصروفیتوں کو چھوڑ کر گھر سے باہر نکل پڑا ہے۔ ایمان کے ساتھ تبلیغ کا سودا بھی اس کے سر میں سما گیا ہے۔ وہ اپنے درد کو سارے عالم کا درد بنا دینا چاہتا ہے یہ کیفیت جب عملی شکل اختیار کرتی ہے تو تبلیغ کی اصطلاح میں اسی کا دوسرا نام فارغ وقت کرنا یا اس کی ایک مقرر مدت کا نام چلّہ ہے۔

مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے گشت اور تبلیغی سفر کے طریقے پر جو اس قدر زور دیا اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ اس کے اندر تبلیغی فائدوں کے علاوہ بہت سے تعلیمی تربیتی اور اصلاحی فائدے بھی ہوتے ہیں۔ آدمی جب تبلیغ کی راہ میں دور دور کے سفر پر نکلتا ہے تو وہ دین سیکھتا ہے اپنی اخلاقی اصلاح کرتا ہے۔ لوگوں کی حالت دیکھ کر اپنے اندر دینی کام کی اہمیت کا احساس پیدا کرتا ہے۔ قربانیاں اور مشقتیں اس کے اندر وہ سوز اور تڑپ پیدا کرتی ہیں جس کے بعد ایک طرف وہ دینداری کی حقیقی لذت سے آشنا ہوتا ہے اور دوسری طرف اس کی زبان سے نکلے ہوئے تبلیغی کلمات میں جان پڑ جاتی ہے۔

لوگوں کو باہر نکالنا مولانا الیاس صاحب کے دینی طریق کار کی جان ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سے یہ موقعہ ملتا ہے کہ لوگوں کو ان کے ماحول سے نکال کر ایک دینی ماحول میں پہنچا یا جائے۔ اور اس کے بعد ان کے اوپر تبلیغ کی جائے۔ تاکہ وہ خالی الذہن ہو کر دین کی باتیں سنیں اور مختلف ماحول میں جا کر اس کا اثر زائل کرنے کے بجائے مسلسل اس سے اثر لیتے ہیں۔ یہ طریقہ عملی طور پر مفید ثابت ہوا ہے۔ اور اس کے لئے ایسے نتائج نکلے ہیں کہ وہ لوگ جنھوں نے قریب سے کبھی جاننے کی کوشش نہیں کی وہ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

تبلیغ کے لئے نکلنا، حدیث کے الفاظ میں اپنے قدموں کو دین کی راہ میں گرد آلود کرنا ہے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ جو قدم دین کی راہ میں گرد آلود ہوں ان کو دوزخ کی آگ کبھی نہ چھوئے گی۔

سرکس میں بعض آدمی یہ کرتب دکھاتے ہیں کہ وہ آگ کے الاؤ میں جسم کو دیڑتے ہیں۔ اور ان پر آگ کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ یہ لوگ اپنے جسم پر خاص طرح کی مالش کر لیتے ہیں۔ اس مالش کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے کہ آگ انہیں انہیں چھو نہیں سکتی۔ اسی طرح دین کی راہ میں گرد وہ چیز ہے جو دوزخ کی آگ کو بے اثر کر دینے والی ہے جس کے اوپر یہ گرد پڑ گئی وہ گویا دوزخ کی آگ سے محفوظ ہو گیا۔

یہ غلط فہمی نہ ہو کہ مولانا الیاس یا ان کے پیروؤں کے نزدیک تبلیغ کا گشت بذات خود وہ چیز ہے جس سے لازمی طور پر یہ نتیجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اس سے مراد کسی خاص گروہ کا گشت نہیں بلکہ دین کا گشت ہے۔ کسی کا گشت اسی وقت اس حدیث کا مصداق بنے گا جب کہ وہ حقیقۃً دین کا گشت ہو۔ اور جتنا زیادہ

وہ دین کے لئے ہوگا اتنا ہی زیادہ اس کا مصداق ہوگا۔ اور دین سے اس کا تعلق جتنا ہوگا اتنا ہی اس کا مصداق ہونا مشتبہ ہوتا چلا جائے گا۔ کسی خاص گروہ سے نسبت اس حدیث کا مصداق نہیں بنا سکتی۔

مولانا الیاس صاحب نے ایک مرتبہ فرمایا:۔

"ہمارے طریق کار میں دین کے واسطے جماعتوں کی شکل میں گھروں سے دور نکلنے کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اس کا خاص فائدہ یہ ہے کہ آدمی اس کے ذریعے اپنے دائمی اور جامد ماحول سے نکل کر ایک نیک صالح اور متحرک ماحول میں آجاتا ہے جس میں اس کے دینی جذبات کے نشوونما کا بہت کچھ سامان ہوتا ہے۔ نیز اس سفر و ہجرت کی وجہ سے جو طرح طرح کی تکلیفیں اور مشقتیں پیش آتی ہیں اور دربدر پھرنے میں جو ذلتیں اللہ کے لئے برداشت کرنی پڑتی ہیں ان کی وجہ سے اللہ کی رحمت خاص طور سے متوجہ ہوجاتی ہے۔"

وسیع تصور | مولانا الیاس صاحب نے اپنے زمانہ میں تبلیغ کا کام جس ڈھنگ سے چلایا تھا اس کے متعلق مولانا فرماتے تھے کہ

"یہ تبلیغ کی الف ب ہے" اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ الف ب کوئی اور چیز ہوتی ہے۔ اور و۔ ٥۔ ی کوئی دوسری چیز۔ حقیقت یہ ہے کہ جو الف ب ہے وہی و۔ ٥۔ ی بھی ہے مگر جن لوگوں کی نگاہیں ظواہر پر ہوتی ہیں اور جو لوگ حقائق کا ان کی گہرائیوں کے ساتھ مشاہدہ نہیں کر سکتے۔ ان کو بتانا پڑتا ہے کہ قطرہ کس طرح پھیل کر بحر بیکراں بنتا ہے۔ قطرہ ہی کا دوسرا نام بحر بیکراں ہی ہے۔ مگر عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قطرہ کوئی دوسری چیز ہے اور بحر بیکراں کوئی اور چیز۔

مولانا الیاس صاحب کے اس قول کو اس مثال کی روشنی میں سمجھا جا سکتا ہے جیسے کوئی ڈرائیور اسٹیم تیار کر رہا ہو۔ اور وہ کہے یہ تو میرے کام کی الف ب ہے۔ اسٹیم تیار کرنا ایک لحاظ سے کام کی الف ہے اور ایک لحاظ سے وہی سارا کام ہے۔ کیونکہ اسٹیم کے بغیر نہ انجن چل سکتا ہے اور نہ گاڑی حرکت میں آسکتی ہے صرف یہی نہیں کہ اسٹیم کے بغیر کوئی انجن اپنی منزل پر نہیں پہنچ سکتا بلکہ اس کے بغیر دو قدم چلنا بھی اس کے لئے ناممکن ہے۔

کام کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ پہلے ہی دن از اول تا آخر کام کا پورا خاکہ بنا لیا جائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس اصل بنیاد کو پکڑ لیا جائے۔ جو دوسرے تمام اجزا کے لئے اساس کی حیثیت رکھتی ہے۔ پہلا طریقہ پارلیمنٹ میں قانون سازی کا ہے اور دوسرا تحریک کا۔ پارلیمنٹ کا اصول اگر تحریک کے لئے اختیار کیا جائے

تو اس سے فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کے ساتھ اسی اصول کے تحت معاملہ کیا کہ آغاز نبوت میں دین کی صرف بنیادی باتوں کی تعلیم دی گئی اور لمبی مدت تک اسی پر سارا زور دیا جاتا رہا۔ اس کے بعد جیسے جیسے حالات آگے بڑھتے گئے بقیہ چیزیں نازل کی جاتی رہیں۔

اس کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اصل اساس مضبوط ہو جاتی ہے اور اساس کی مضبوطی کے بغیر کوئی بھی عمارت کھڑی نہیں کی جا سکتی۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ اسلامی عقیدہ کی رو سے ہر کام کی توفیق خدا ہی سے ملتی ہے ذاتی زندگی ہو یا اجتماعی زندگی۔ ان پر عمل کرنے میں آدمی اسی وقت کامیاب ہوتا ہے جب اس کے ساتھ خدا کی توفیق بھی شامل حال ہو جائے۔

مولانا الیاس صاحب نے ایک مرتبہ اس سوال پر کلام کرتے ہوئے کہ:۔

"مسلمانوں کو حکومت و اقتدار کیوں نہیں بخشا جاتا" فرمایا

"اللہ کے احکام اور امر و نواہی کی حفاظت و رعایت جب تم اپنی ذات اور اپنی منزل زندگی میں نہیں کر رہے ہو (جس پر تمہیں اختیار حاصل ہے اور کوئی مجبوری نہیں ہے) تو دنیا کا نظم و نسق کیسے تمہارے حوالے کر دیا جائے۔ ایمان والوں کو حکومت ارضی دینے سے تو منشاء الٰہی یہی ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی مرضیات اور اس کے احکام کو دنیا میں نافذ کریں تو تم جب اپنے حدود اختیار میں آج یہ نہیں کر رہے ہو تو دنیا کی حکومت تمہارے سپرد کر کے کل کے لئے تم سے اس کی کیا امید کی جا سکتی ہے"

تبلیغ میں قلم | ایک نیازمند سے (جن کو مولانا کے تبلیغی کام سے بھی تعلق تھا اور اس کے علاوہ تحریر تصنیف ان کا خاص مشغلہ تھا) ایک دن مولانا نے فرمایا:۔

"میں اب تک اس کو پسند نہیں کرتا تھا کہ اس تبلیغی کام کے سلسلے میں کچھ زیادہ لکھا پڑھا جائے اور تحریر کے ذریعے اس کی دعوت دی جائے۔ بلکہ میں اس کو منع کرتا رہا۔ لیکن اب میں کہتا ہوں کہ لکھا جائے اور تم بھی خوب لکھو۔ مگر یہاں کے فلاں فلاں کام کرنے والوں کو میری یہ بات پہنچا کر ان کی رائے بھی لے لو"

چنانچہ ان نامزد حضرات کو مولانا کی بات پہنچا کر مشورہ طلب کیا گیا۔ ان صاحبان نے اپنی رائے یہ ظاہر کی اس بارے میں اب تک جو طرز عمل رہا ہے وہی اب بھی رہے۔ ہمارے نزدیک یہی بہتر ہے۔

اس کے بعد مولانا کو یہ بات پہنچائی گئی۔ مولانا نے دوبارہ فرمایا۔ ہم پہلے بالکل کس مپرسی کی حالت میں تھے کوئی ہماری بات سنتا نہیں تھا۔ اور کسی کی سمجھ میں ہماری بات آتی نہیں تھی۔ اس وقت یہی ضروری تھا کہ ہم خود ہی چل کر لوگوں میں پہلے طلب کریں۔ اور عمل سے اپنی بات سمجھائیں۔ اس وقت اگر تحریر کے ذریعہ

عام دعوت دی جاتی. تو لوگ کچھ کا کچھ سمجھتے۔ اور اپنے سمجھنے کے مطابق ہی راستے قائم کرتے اگر بات کچھ دل کو لگتی تو اپنی سمجھ کے مطابق کچھ سیدھی کچھ الٹی اس کی عملی تشکیل کرتے۔ اور پھر جب نتائج غلط نکلتے تو ہماری اسکیم کو ناقص کہتے. اس لئے ہم یہ بہتر نہیں سمجھتے تھے کہ لوگوں کے پاس تحریر کے ذریعے ہماری دعوت پہنچے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی مدد سے اب لوگ ہمارے کام کے طالب بن کر خود ہمارے پاس آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو اتنے آدمی دے دیئے ہیں کہ اگر مختلف اطراف میں طلب پیدا ہو اور کام سکھانے کے لئے جماعتوں کی ضرورت ہو تو جماعتیں بھیجی جا سکتی ہیں۔ تو اب حالات میں بھی کس مپرسی والے ابتدائی زمانہ ہی کے طریق کار کے ہر ہر جزء پر جمے رہنا ٹھیک نہیں ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ تحریر کے ذریعہ بھی دعوت دینی چاہئے۔

بعض مواقع پر مولانا نے اس قسم کا بھی اظہار فرمایا کہ اس وقت جس قسم کے کارکن ہمارے گرد جمع ہیں اس کے مطابق کام ہو رہا ہے اور دوسری صلاحیتوں والے لوگ آئیں تو کام میں مزید اضافہ ہو۔

قلم کے ذریعہ کے بارے میں مولانا کے جو خیالات تھے ان کو غالباً حسب ذیل طور پر بیان کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ کوئی تحریک جب نئی نئی شروع ہوتی ہے تو ایک اہم مسئلہ اس کے صحیح تعارف کا ہوتا ہے۔ اس وقت ضرورت ہوتی ہے کہ داعی کی زبان بذات خود زیادہ سے زیادہ تعارف کا ذریعہ بنے۔ مگر ایک وقت آتا ہے جب دعوت ساری فضا میں گونج اٹھتی ہے اور اس کی صدا سے سارا ماحول آشنا ہو جاتا ہے۔ اس وقت غلط تعارف کا اندیشہ بہت کم ہو جاتا ہے۔ کچھ الفاظ اصطلاح عام بن کر لوگوں کے ذہنوں میں جگہ حاصل کر لیتے ہیں۔ اس وقت مقرر یا محرر کے الفاظ ہی دعوت کے تعارف کا کام نہیں کرتے بلکہ ان کے ساتھ سننے والے کا اپنا وہ ذہن بھی شامل ہو جاتا ہے جو پہلے سے اس دعوت کے بارے میں ایک تعارف سے آشنا ہو چکا ہے۔ جب کوئی تحریک اس دوسرے مرحلہ پہ پہنچ جائے تو ان ابتدائی تحفظات کی ضرورت نہیں رہتی جو دعوت کے آغاز میں ضروری سمجھے گئے تھے۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہر تحریک کے کام کرنے کے سینکڑوں پہلو ہوتے ہیں۔ مگر عملی طور پر تحریک انہیں کاموں میں حصہ کے لئے اس کے پاس کارکن موجود ہوں ایسا کام جس کے لئے کارکن ہی حاصل نہ ہوں اس کو چھیڑنے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ مولانا کا کام ابتداءً جس نقشہ کے مطابق چلا ایک لحاظ سے اگرچہ اس کی اہمیت یہ تھی کہ وہ بنیادی اور اصلی کام تھا۔ مگر اس کے ظاہری ڈھانچہ میں اس واقعہ کا بھی دخل تھا کہ اس وقت جس نوعیت کے کارکن فراہم ہوتے وہ اسی ڈھنگ سے کام کو چلا سکتے تھے۔ اب اگر تحریک کو پھیلاؤ حاصل ہو جاتا تو کام میں بھی اسی نسبت سے پھیلاؤ آئے گا۔ جیسا کہ کارکنوں کی اقسام میں

…پھیلا کر ہوا ہے۔

۲۔ مولانا نے ایک مرتبہ بہت قیمتی بات فرمائی۔ آپ نے فرمایا ایک طریقہ دین کی عمومی تعلیم و تربیت کا ہے۔ اور عمومی تعلیم و تربیت اسی طریقہ پر ہونی چاہئے۔ دوسرا طریقہ حالات و ماحول کی رعایت سے پیدا ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں پہلے طریقہ میں دوامی قدر ہے۔ اور دوسرے طریقہ میں زمانی قدر۔

مولانا کے اسی ملفوظ کی روشنی میں ہم تصنیف و اشاعت کے کام کے بارے میں ان کے نقطہ نظر کو سمجھ سکتے ہیں۔ موجودہ زمانے میں تصنیف و تالیف کی بے حد اہمیت ہو گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج علمی سطح پر جو مسائل چھڑے ہوئے ہیں ان کو صحیح طور پر کتابی شکل ہی میں ایک دوسرے کے سامنے لایا جا سکتا ہے۔ دور عباسیہ میں یونانی علوم کی اشاعت سے اسلام کے لئے بہت سے ذہنی مسائل پیدا ہوئے تھے جن کے جواب کے لئے علم کلام ایجاد ہوا۔ اور علماء نے قلم کے ذریعہ ان کا جواب دیا۔ اسی طرح دور جدید میں افکار و خیالات کا ایک نیا سیلاب امڈ آیا ہے۔ جو مختلف پہلوؤں سے اسلام کو چیلنج کر رہا ہے۔ ہمیں اسلام کی طرف سے ان کا جواب فراہم کرنا ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے مولانا الیاس صاحبؒ کا فکر اس کام کی اہمیت کو پوری طرح تسلیم کرتا ہے البتہ ان کے الفاظ میں اس کام کو ضرورت حادثہ کے تحت پیدا شدہ کام سمجھنا چاہئے۔ نہ کہ اس کو اصلی اور عمومی کام سمجھ لیا جائے۔ اسی طرح ضرورت حادثہ کی بہت سی اقسام ہو سکتی ہیں مگر سب کا استقصاء یہاں مقصود نہیں ❊

بقیہ: ارشادات

…تھے مگر خیال آیا کہ دین کی نصرت کا وقت آپڑا ہے اسلام کو قربانی کی ضرورت ہے اور میں ٹھنڈی چھاؤں میں بیٹھا ہوں۔ لہٰذا یہی جذبہ صادقہ نے انہیں اٹھایا اور میدان جنگ میں لا کھڑا کیا۔ اللہ کریم نے ان کے ہاتھ سے خیبر فتح کیا ہم بھی کمزور ہیں گنہ گار ہیں مگر کیسے خاموش بیٹھ سکتے ہیں جب دین کو ضرورت ہے تو اللہ کے ہاں کیا جواب دیں گے

آپ دعا فرماویں کہ اللہ کریم نصرت فرماوے اور دین کا غلبہ ہو گا میں ارباب اقتدار پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے سوچ لو، شریعت بل منظور کر کے بلا تاخیر نافذ کر دو۔ اگر اب بھی موقع گنوا دیا۔ اللہ کی ہدایت کو نہ سمجھا تو یاد رکھنا ختم ہو گے اور نہ تمہارا اقتدار، خود بھی تباہ ہو جاؤ گے اور قوم و ملک کو بھی تباہ کر دو گے

Safety MILK
THE MILK THAT
ADDS TASTE TO
WHATEVER
WHEREVER
WHENEVER
YOU TAKE
YOUR SAFETY
IS OUR Safety MILK